مغربی معاشرے میں احمدیوں کی ذمہ داریاں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ ستمبر ۱۹۸۲ء بمقام گلاسگو سکاٹ لینڈ کے انگریزی متن کا اردو ترجمہ)

خطبہ کے آغاز سے قبل حضور نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ میں سے یا خواتین میں سے کوئی ایسے ہیں جو اردو بالکل نہیں سمجھتے۔ بتایا گیا کہ ایک خاتون سکاٹ لینڈ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ میں اس اجتماع سے انگریزی میں خطاب کرونگا کیونکہ خلیفۃ المسیح کی اتباع میں جمعہ ادا کرنے کا ان کا یہ پہلا موقع ہے۔ چنانچہ میں آج آپ سے انگریزی میں خطاب کرونگا تا کہ وہ بھی سمجھ سکیں۔

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

دورۂ یورپ کے دوران میں نے حضرت محمد ﷺ کی مغربی دنیا کے طرزِ زندگی کے بارہ میں پیشگوئیاں بڑی تفصیل سے پورا ہوتے دیکھی ہیں اور میں اس تجربہ کے بارہ میں کچھ کہنا چاہوں گا۔

جس پیشگوئی کا میں نے ابھی حوالہ دیا ہے وہ دجال کی آمد کے بارہ میں ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں دنیا میں ایک شدید بے چینی پھیلے گی جو دجالی فتنے کا نتیجہ ہوگی جس کو انگریزی میں اینٹی کرائسٹ (Antichrist) کہا جاتا ہے۔ مجھے اندازہ نہیں کہ اس سے

لفظ دجال کے پورے معنی ادا ہوتے ہیں یا نہیں۔ مگر میرا خیال ہے کہ یہ لفظ دجال کے مکمل معنی ادا نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ اپنے معنی کے لحاظ سے اینٹی کرائسٹ کی نسبت زیادہ گہرے مطالب کا حامل ہے۔

اب یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جو بڑی تفصیل سے بیان ہوئی ہے اور مستقبل کے بہت سے پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے۔ اگر میں سارے پہلو بیان کرنے لگوں تو مجھے بڑا وقت درکار ہوگا۔ چنانچہ میں خود کو حضرت رسول کریم ﷺ کی دجال کے بارہ میں بیان کردہ خصوصیات میں سے صرف ایک تک ہی محدود رکھوں گا۔

آپؐ نے فرمایا کہ وہ اعور یعنی کانا ہوگا۔ اس کی ایک آنکھ کے حوالہ سے آپؐ نے مزید فرمایا کہ اسکی دائیں آنکھ اندھی ہوگی۔ اتنی اندھی کہ اس میں روشنی کا کوئی شائبہ تک نہیں ہوگا یعنی بالکل نابینا۔ جبکہ دوسری طرف دوسری آنکھ گہری بصارت رکھنے والی اور اتنی شفاف اور نمایاں ہوگی کہ وہ زمین کی گہرائیوں میں جھانک سکے گی اور اربوں ٹن مٹی میں دفن شدہ خزانے تلاش کرلے گی۔ یعنی وہ اس حد تک زمین کو چیرتی ہوئی اُس کی گہرائیوں میں اتر جانے اور دور دور تک دیکھنے والی ہوگی۔

اب یہ مستقبل کے دجال کی اتنی دلچسپ تصویر ہے جو آجکل کی عیسائی قوموں پر جو تمام دنیا پر حکومت کر رہی ہیں بعینہٖ پوری اترتی ہے۔ جب میں یورپ آیا اور اس سے قبل بھی مجھے یہی خیال تھا کہ مغربی اقوام کی خصوصیات کے بارہ میں آنحضور ﷺ کے بیان فرمودہ لفظ اعور سے بہتر کوئی لفظ استعمال ہی نہیں ہوسکتا تھا۔ ان اقوام کے لوگ درحقیقت نہایت ذہین اور گہری نظر رکھتے ہیں اور جہاں تک دنیا کے مسائل کا تعلق ہے بڑی جستجو کرتے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ تعبیر الرؤیا میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ کسی شخص کی بائیں سمت سے مراد دنیا اور مادی اشیاء ہیں۔ اور دائیں سمت سے روحانیت مراد ہوتی ہے۔ چنانچہ آپؐ کے اس کی دائیں آنکھ کا بے نور ہونا بیان فرمانے سے مراد یہی ہے کہ وہ بظاہر بڑے زبردست دکھائی دیں گے۔ لیکن وہ ہر اچھی بات کے بارہ میں اندھے کی طرح ہوں گے کیونکہ مسلمانوں کے علم تعبیر الرؤیا میں اچھی بات تقویٰ کی نشانی ہے۔ چنانچہ نیکی، تقویٰ، روحانیت، مذہب، اور خدا سے تعلق رکھنے والی باتوں کی دجال کو سمجھ ہی نہیں آسکتی کیونکہ جیسا میں بیان کر چکا ہوں یہ سب کچھ مغربی ممالک اور طاقتور عیسائی اقوام کے طرزِ زندگی سے ظاہر و باہر ہے۔ چنانچہ جب میں

لفظ دجال کا استعمال کروں تو اس سے یہی مراد لی جائے۔ مجھے دجال کے لفظ کے معانی ہر دفعہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی تفصیل سے بیان فرما دیا ہے کہ کیوں آپ عیسائی اور مغربی تہذیبوں اور ان کے مذہب کو آنحضور ﷺ کی اس حدیث میں بیان فرمودہ پیشگوئی کا نمونہ قرار دیتے ہیں۔

دوسرے جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں جہاں تک دنیا کے معاملات کا تعلق ہے وہ بہت ترقی یافتہ ہیں۔ انہوں نے اتنی زبردست ترقی کی ہے جو باقی دنیا کے لئے حیران کن ہے۔ وہ فلاسفی، سائنس اور معاشرتی علوم کی تمام مادی شاخوں میں دنیا کی راہ نمائی کر رہے ہیں۔ انسانی زندگی سے متعلق تمام دیگر دنیوی معاملات میں بھی جن کا مذہب، اخلاقیات یا خدا سے کوئی تعلق نہیں مغربی معاشرہ تمام بنی نوع انسان کی راہ نمائی کر رہا ہے۔ وہ لوگ خالق کے حوالہ سے اپنے اوپر عاید ہونے والی ذمہ داریوں سے اسکی اطاعت سے اور دیگر مذہبی فرائض سے بالکل اندھے ہیں۔ وہ سائنس میں اتنے ترقی یافتہ ہیں کہ اب وہ آسمان سے باتیں کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اردو میں آسمان سے باتیں کرنے سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اتنا بلند ہونے کی کوشش کرے کہ جیسے وہ ان بلندیوں کو چھونے لگا ہو، جیسے وہ ستاروں سے باتیں کرنے لگا ہو۔ اور یہ وہ چیز ہے جو انہوں نے واقعتاً کر کے دکھا دی ہے۔ جب انہوں نے پہلی مرتبہ چاند پر قدم رکھا تو انہوں نے چاند اور دیگر ستاروں سے بڑے فخر سے کہا کہ اب ہم یہاں پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے خلا میں دیگر مقامات کی تلاش شروع کر دی تا کہ وہ مزید بلندیوں تک پہنچ سکیں۔

تو جہاں تک دنیوی معاملات کا تعلق ہے یہ محض ایک سمت ہے۔ انہوں نے نہایت مہلک اور زبردست ہتھیار ایجاد کر لئے ہیں، اتنے خطرناک اور مہلک کہ اگر وہ انہیں بنی نوع انسان کے خلاف استعمال کرنے کا ارادہ کر لیں تو کرۂ ارض کے بڑے حصے سے نوع انسان کا وجود مٹ جائے۔ یہ سب کچھ انہیں مادی دنیا اور قوانین قدرت دیکھنے والی بائیں آنکھ کی وجہ سے نصیب ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں گہری نظر رکھنے والی آنکھ سے نوازا ہے۔ اور یہ سب کچھ پہلے بتا دیا گیا تھا۔

عیسائیت کی آئندہ طاقت کے بارہ میں یہ احادیث حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے خود ہی نہیں

گھڑ لیں۔ یہ آپؐ کی عادت تھی جس پر آپؐ بڑی سختی سے کار بند تھے کہ خود بخود آپؐ ایک لفظ بھی نہیں کہتے تھے۔ آپؐ نے جو کچھ بھی بیان فرمایا وہ اللہ تعالیٰ سے علم پا کر یا قرآن کریم کی تفسیر میں بیان فرمایا اور بعینہ یہی بات قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (النجم: ۵-۶)

دیکھو میرا رسول محمد مصطفیٰ ﷺ خود ایک لفظ بھی نہیں کہتا، جو کچھ بھی وہ کہتا ہے قرآن کریم کی بنا پر کہتا ہے۔ چنانچہ ایسے رسول نے ہمیں دجال یا اینٹی کرائسٹ جو بھی کہہ لیں، کی خبر دی ہے۔

کسی کے ذہن میں یہ سوال آسکتا ہے کہ جب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خدا سے علم پا کر بولتے ہیں اور خود کچھ نہیں کہتے تو اس خبر کے بارہ میں قرآن کریم میں کوئی ذکر تو ملنا چاہئے۔

اس سورۃ کی طرف جس میں دجال کا ذکر ہے آنحضور ﷺ نے خود ہماری راہ نمائی فرمائی ہے۔ جب آپؐ نے اپنے متبعین کو دجال سے ڈرایا تو صحابہؓ میں سے ایک نے پوچھا کہ اس پریشانی سے انسان بچ کس طرح سکتا ہے؟ آپؐ نے جواب دیا کہ اسکا ایک ہی حل ہے کہ رات سونے سے قبل سورۂ کہف کی پہلی اور آخری دس آیات کی تلاوت کیا کرو۔

اب آپؐ کی اس بات کا واضح مطلب ہے کہ اس جگہ دجال کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔ اگر آپ سورۃ کہف کی پہلی اور آخری دس آیات پر غور کریں تو آپ کو اپنا دشمن نظر آنے لگے گا، اور ایک دفعہ دشمن کی شناخت ہو جانے اور اس کے حملہ آور ہونے کے طریق سے آگاہ ہونے کے بعد ہی اپنی حفاظت کے لئے دفاعی منصوبہ تیار کیا جاسکتا ہے۔ جب تک اس بات کا علم ہی نہ ہو کہ دشمن کون ہے اور کس راستہ سے وہ حملہ آور ہوگا، قدرتی طور پر آپ دفاع کر ہی نہیں سکیں گے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے واضح طور پر بتادیا کہ دشمن کون ہے اور اسکا دفاع کیسے ممکن ہے۔

سورۂ کہف کی پہلی دس آیات میں عیسائیت کا بیان ہے اور اس بارہ میں خدا تعالیٰ متنبہ فرماتا ہے کہ کسی کو اسکا بیٹا قرار نہ دو کیونکہ اسکا کوئی بیٹا نہیں ہے۔

وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝ (الکہف: ۵-۶)

یعنی اللہ تعالیٰ کا یہ مقدس رسول تمہیں اور خصوصاً عیسائیوں کو متنبہ کرنے کے لئے آیا ہے جنہوں نے خیالی طور پر اللہ تعالیٰ کا ایک بیٹا بنا لیا ہے، اور وہ اس خیالی وجود کو اللہ تعالیٰ قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ اسکا بیٹا ہے۔ حالانکہ نہ انہیں کوئی علم ہے اور نہ ان کے باپ دادوں کا کوئی علم تھا۔ وہ یونہی لغو گفتگو کرتے ہیں۔ جیسے انگریزی میں کہتے ہیں Out of the Hats (اٹکل پچو) چنانچہ یہ ہے کَبُرَتۡ کَلِمَۃً تَخۡرُجُ مِنۡ اَفۡوَاہِہِمۡ۔ مگر یہ لغو باتیں اللہ تعالیٰ کے حضور گناہ اور گستاخی ہیں۔ اس لئے وہ سزا کے مستحق ہیں۔

ایسی آیات بھی ملتی ہیں جن سے واضح ہے کہ دجال کا یا جو طاقت بھی وہ ہوگی اس کا مذہب عیسائیت ہوگی اور مستقبل کی وہ عیسائیت جو تقریباً مکمل طور پر بت پرستی میں تبدیل ہو چکی ہوگی۔ اس کے بعد کی آیات میں عیسائیت کی اس بھدی شکل سے ہٹ کر ایسی آیات بیان ہوئی ہیں جن میں ایسے عیسائیوں کا ذکر کیا گیا ہے جو متقی تھے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں عظیم الشان قربانیاں پیش کیں۔ وہ اپنے مخالفین سے اپنا مذہب بچانے کے لئے غاروں میں چھپے رہے یہ دوسرے لوگ تھے جن کا ذکر ہے، اور یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ عیسائی آئندہ جو ترقیات بھی حاصل کریں گے وہ دراصل ان کے آباؤ اجداد کے نیک اعمال کا نتیجہ ہوں گی۔ یہ ان کے اعمال کی جزا نہیں ہوگی بلکہ اپنے بزرگوں کے اعمال کے پھل وہ اس دنیا میں کھائیں گے۔ چونکہ یہ ایک الگ مضمون ہے اور وہ لوگ دجال میں شامل نہیں اس لئے حضرت محمد مصطفی ﷺ نے خود کو پہلی دس آیات تک ہی محدود کیا ہے کیونکہ اصحاب کہف یا غاروں والے لوگوں کا جو ذکر ملتا ہے وہ اس تنبیہ سے بری ہیں۔ درحقیقت قرآن کریم میں ان کا ذکر بڑی محبت اور عزت سے کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ان کا ذکر چھوڑ کر ہم آخری دس آیات کو لیتے ہیں کہ وہاں کیا ذکر ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَفَحَسِبَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا عِبَادِیۡ مِنۡ دُوۡنِیۡۤ اَوۡلِیَآءَ ؕ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا جَہَنَّمَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ نُزُلًا ﴿۱۰۳﴾ (الکہف:۱۰۳)

اَفَحَسِبَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا وہ جو آنحضور ﷺ کا انکار کر بیٹھے ہیں، ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ کیا ان کا خیال ہے، وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ کس لیے؟ اللہ تعالیٰ

کی مخلوق کو اسکا شریک ٹھہرا کر! یَتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ اگر میرے بالمقابل وہ شریک بناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ہی شریک کھڑا کرتے ہیں تو اگر وہ سمجھتے ہیں کہ وہ کامیاب ہو جائیں گے تو وہ بالکل غلطی پر ہیں۔

مزید ان میں بتایا گیا ہے کہ بعض لوگ ہیں جن کی تمام تر توجہ، تمام تر توانائیاں اور تمام تر طاقتیں صرف اسی مادی دنیا کے حصول کے لئے ہیں۔ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا اور یہ وہ آیت ہے جسکی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں ۔ جو ایک بنیادی آیت ہے۔ یہ بتاتی ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے عقائد عیسائیت پر مبنی ہیں۔ جن کا مذہب عیسائیت ہے مگر انہوں نے مادیت میں ترقی کی ہے۔ وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا اور وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے دنیا کی بہترین اشیاء حاصل کر لی ہیں ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف ان کی تمام توانائیاں اور طاقتیں اس کے حصول میں صرف ہو رہی ہیں بلکہ وہ واقعی بہت کچھ حاصل کر لیں گے یہاں تک کہ وہ سمجھیں گے کہ انہوں نے زندگی بہترین طریق سے صرف کی ہے۔ اور اس سے زیادہ کیا بہتر ہوسکتا ہے؟

اب یہ بعینہ وہ صورت ہے جو ہمیں یورپ میں سفر کے دوران نظر آتی ہے کہ وہ مادیت پرستی میں بہت آگے نکل گئے ہیں۔ انہوں نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ وہ پاکستان بھارت یا دوسرے غریب ممالک کے لیے شاید سو سال کے بعد بھی تصور میں نہیں آسکتی۔ وہ ہم سے کہیں آگے نکل گئے ہیں اور مادیت پرستی کی اس دوڑ میں انہوں نے بہت خوبصورت اشیا حاصل کر لی ہیں۔ جسکی طرف قرآن کریم اشارہ کرتا ہے کہ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا جس کا مطلب یہ ہے کہ صنعت میں وہ ایسا کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنی تیار کردہ اشیا کو دیکھ کر کہیں گے کہ دیکھو انہیں کتنے عمدہ طور پر بنایا گیا ہے۔ ہم کتنی خوبصورت اشیاء بنا سکتے ہیں۔ چنانچہ سارے یورپ میں یہی چیز نظر آئے گی۔

یہ صنعت کاری میں بہت آگے جا چکے ہیں یہی قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے اور لفظ دجال کے معانی بالکل واضح ہو جاتے ہیں۔ یہ وہی دجال ہے جس کے بارہ میں حضرت محمد مصطفی ﷺ نے ہمیں بتایا تھا کہ اسکی ایک آنکھ اندھی ہوگی۔ یعنی جہاں تک مذہبی اقدار کا تعلق ہے وہ کسی منطق کو سمجھ نہیں سکے

گا۔ وہ کہتے ہیں کہ تین ایک ہے اور ایک تین، خدا تعالیٰ جسمانی طور پر بچے پیدا کرتا ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ کتنی بے ہودہ بات ہے۔ لیکن مذہبی معاملات میں ان کی منطق کمزور پڑ جاتی ہے اور درحقیقت ان راستوں میں وہ کچھ بھی نہیں دیکھ سکتے۔ لیکن جونہی ان کی بصارت مادیت پرستی کی طرف متوجہ ہوتی ہے، وہ اتنی واضح اور طاقتور ہو جاتی ہے اتنی روشن کہ ہم انہیں تعجب سے دیکھتے ہیں۔ کیسے وہ ان تمام چیزوں کا ادراک کر لیتے ہیں جب کہ ہم بھی اسی کائنات میں رہتے ہیں۔ ہمارا بھی انہیں قوانین قدرت سے پالا پڑتا ہے۔ مگر ہم ان نکات کو سمجھ نہیں سکتے جبکہ وہ سمجھ لیتے ہیں اور قدرت کے درست مطالعہ سے وہ ترقی کر جاتے ہیں۔

چنانچہ ہماری یہ مشکل حضرت محمد مصطفی ﷺ نے حل فرمادی ہے اور اس کے حل ہونے سے ہماری امید بھی بندھائی ہے۔ ہمارے اندر احساس کمتری پیدا ہونے کی بجائے کہ دنیا میں اور دانشمند لوگ بھی موجود ہیں ہمارے ایمان کو اس بات سے تقویت ملتی ہے کہ کس طرح آج سے چودہ سو سال قبل حضرت محمد مصطفی ﷺ نے یہ سب دیکھ لیا تھا اور آپؐ نے ہمیں انذار فرمایا تھا کہ وہ مادی طور پر نہایت ترقی یافتہ ہو جائیں گے۔ مگر اخلاقی اور مذہبی اقدار میں ان کی پیروی نہ کرنا نیز تمام اسلامی اقدار کے حوالہ سے کیونکہ یہاں وہ ایک اندھے کی طرح ہوں گے۔ اگر تم نے ان کی پیروی کی تو تم بھی تباہ ہو جاؤ گے۔

یہ وہ پیغام ہے جو میں آپ پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مغرب سے ہمارا مقابلہ اسی رنگ میں ہونا چاہئے۔ آپؐ کیا عظیم الشان نبی تھے۔ جہاں آپؐ کو خوبی نظر آئی آپؐ نے اسی طرح بیان فرمادی۔ جہاں اچھی بات دیکھی بلا کم و کاست بیان فرمائی۔ جہاں برائی دیکھی وہاں ہمیں اس برائی سے متنبہ فرمادیا۔ اور ہمارا بھی یہی طریق ہونا چاہئے میرا مطلب ہے کہ ہم اپنے آقا سے علیحدہ کوئی راستہ نہیں چن سکتے۔

لیکن یہاں (مغربی ممالک میں) ہم غلطیاں کرتے ہیں۔ میں ان لوگوں کی بات کر رہا ہوں جو مشرق سے آکر مغرب میں آباد ہو گئے ہیں اور انہوں نے حضرت محمد مصطفی ﷺ کا پیغام سمجھا ہی نہیں۔ آپؐ نے ہمیں نصیحت فرمائی تھی کہ جہاں تک مادی دنیا کے امور کا تعلق ہے ہم ان سے سیکھ

سکتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کے فعل کا مطالعہ کرنے میں تو کوئی حرج نہیں ۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی تخلیق فرمودہ ہے۔ ان کی تخلیق تو نہیں ۔اس بارہ میں ان کا ادراک درست ہے ۔ یہ فیصلہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے۔آپ نے فرمایا کہ جہاں تک مادی علوم کا تعلق ہے سائنس کا تعلق ہے تو نہ صرف ان سے سیکھو بلکہ ان سے آگے نکلنے کی کوشش کرو۔اس میں کوئی حرج نہیں ۔ کیونکہ وہ خالق نہیں ہیں ۔انہوں نے اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو درست طور پر سمجھ لیا ہے۔لیکن دیگر اقدار میں نہ صرف ان کی پیروی نہ کرو بلکہ ان سے کنارہ کشی اختیار کرلو۔

لیکن جو کچھ مجھے یہاں دکھائی دیا ہے وہ بالکل مختلف طریق ہے بلکہ برعکس ہے ۔ایشیا سے آئے ہوئے بہت سے لوگ ان کی خوبیوں کی نہیں بلکہ ان کی خامیوں کی پیروی کرتے ہیں اور گمراہ ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنی اخلاقی اقدار چھوڑ بیٹھتے ہیں ۔اپنے اندر کی تمام خوبیاں چھوڑ کر مغربی معاشرے کے گند سمیٹ لیتے ہیں جبکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے انہیں چودہ سو سال قبل متنبہ کر دیا تھا۔آپ کی نظر کتنی گہری تھی اور پیغام کیسا خوبصورت !اس جگہ یہ غلطی کرتے ہیں۔مغرب کی ہر بات کو برا نہ کہو اور ان کے خلاف خواہ مخواہ بغاوت نہ کرو۔ یہ پیغام تھا جو آپ نے دیا۔

اچھی چیز اور بری چیز میں تمیز کرنا سیکھیں اور میں اس کے لئے آپ کو ایک تیر بہدف نسخہ بتاتا ہوں جس سے آپ کبھی بھی بھٹک نہیں سکیں گے ۔ وہ یہ ہے کہ اخلاقی و روحانی امور میں اہل مغرب بالکل غلط راستے پر ہیں جبکہ دنیاوی امور میں وہ بالکل درست ہیں ۔اس لیے دنیوی امور میں ان کی پیروی کریں ۔ان سے سیکھیں اور آگے بڑھنے کی کوشش کریں ۔اس میں کوئی حرج نہیں ۔لیکن ان کی اخلاقی ، مذہبی یا معاشرتی اقدار کی پیروی ایک زہر ہے، اسے مت کھائیں۔

مگر مشرق سے آنے والے لوگ بعینہٖ یہی کرتے ہیں ۔اس کے لئے احمدیوں سے توقع تھی کہ وہ نہ صرف مغرب کو بلکہ مشرق سے آنے والے لوگوں کو بھی جو یہاں آکر ان مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں متنبہ کریں گے ۔مگر احمدی بھی درحقیقت یہ کام نہیں کر رہے۔

اس لئے میں نے آپ پر کھول دیا ہے کہ بدقسمتی سے آپ کون سی اقدار ضائع کر رہے ہیں۔ آپ جو مغرب میں آئے ہیں آپ نہ صرف اپنی ذاتی حیثیت میں یہاں آئے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر

اسلام اور آنحضورﷺ کے نمائندے کے طور پر یہاں آئے ہیں۔ اگر آپ خود ہی اس مذہب کو نہ سمجھیں، اسکی تعلیمات پر کار بند نہ ہوں اور اپنے ذاتی نمونے پیش نہ کریں تو پھر کس طرح آپ کو اسلام اور آنحضورﷺ کا نمائندہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ بعض پہلوؤں سے آپ لوگ یہاں اتنی کمزوری دکھاتے ہیں کہ مجھے تکلیف محسوس ہوتی ہے کہ بعض معاملات میں ہم مغرب پر غلبہ حاصل کرنے کی بجائے اس کے زیر اثر آ رہے ہیں۔

جہاں تک تبلیغ کا سوال ہے تو سکاٹ لینڈ میں یہ صفر ہے۔ میں نے یہاں آ کر پتہ کیا کہ کتنے مقامی احمدی دوست یہاں موجود ہیں جن کی خاطر میں انگریزی میں خطاب کروں تو مجھے بتایا گیا کہ صرف ایک خاتون ایسی ہیں۔ یہ جو کچھ ہم نے یہاں حاصل کیا ہے اسکا نصف ہے۔ کیونکہ ایک اور دوست بھی ہیں جو یہاں موجود نہیں جو بد قسمتی سے غیر حاضر ہیں۔ چنانچہ مقامی احمدیوں کی آدھی تعداد یہاں موجود ہے جو صرف ایک ہے۔ یہ قابل شرم ہے۔ یہ ایسا نکتہ ہے جس پر ہمیں غور کرنا چاہئے۔ آپ سب لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں۔ تمام نوجوان اور بوڑھے اور خواتین اور مرد حضرات؟ وہ پاکستان سے یا کسی اور ملک سے یہاں ملازمت کی تلاش یا کاروبار کے سلسلہ میں تشریف لائے ہیں حالانکہ یہ آپ کا بنیادی کام نہیں۔

ایک احمدی کے لئے سب سے اہم بات اسلام کا پیغام ہے۔ اسے صرف مبلغین کے لئے ہی نہ رہنے دیں، وہ اکیلے یہ کام کر ہی نہیں سکتے۔ یہ بوجھ آپ کو بھی اٹھانا پڑے گا ورنہ اسلام اسی شکست خوردہ حالت میں رہے گا جیسا کہ آج ہے۔

ابتدائی تاریخ اسلام کے مطالعہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ اسلامی انقلاب ملائیت کی وجہ سے نہیں آیا۔ اسلام میں تو ملائیت کا کوئی تصور ہی نہیں کہ جس کے ذریعہ اتنا بڑا انقلاب آ سکتا۔

چین میں اسلام کس طرح پھیلا؟ تاریخ پڑھیں تو معلوم ہو گا کہ وہاں کوئی ایک مبلغ بھی نہیں بھجوایا گیا۔ میری مراد چین کے ان چار صوبوں سے ہے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے، وہ چار بڑے صوبے جو تقریباً تمام کے تمام مسلمان ہیں۔ وہاں کسی مسلمان حکومت نے ایک شخص بھی نہیں بھجوایا، فقط تاجر اور ایسے لوگ تھے جو ملازمتوں کی تلاش میں اس طرح گئے جس طرح آپ یہاں آئے

ہیں۔ انڈونیشیا میں کس نے تبلیغ کی؟ نہ کسی تلوار کے ذریعہ اور نہ ہی ایسے مبلغین کے ذریعہ جو آج ہمیں نظر آتے ہیں۔ اسوقت ایسا نظام ہی موجود نہیں تھا۔ محض عام تاجر پیشہ لوگ گئے اور تبلیغ کرنی شروع کی۔ وہ ذمہ دار لوگ تھے۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے کوئی پہلو بھی غیر واضح نہیں چھوڑا۔ آپ نے دجال کے معانی کھول کر بیان فرمائے۔ آپؐ نے واضح فرمایا کہ قرآن کریم میں اسکا ذکر کہاں ملتا ہے۔ آپؐ نے دجال کی فلاسفی بیان فرمائی۔ آپؐ نے بتادیا کہ کہاں اسکی پیروی کرنی ہے اور کہاں اس کی پیروی نہیں کرنی۔ کہاں مخالفت کرنی ہے اور کہاں تعاون۔ چنانچہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہر پہلو کھول کر بیان فرمادیا۔ لیکن بدقسمتی سے ہم آپؐ کے الفاظ پر غور نہیں کررہے ہیں۔ جسکی طرف میں بار بار آپ کی توجہ مبذول کروارہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو، اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کی خاطر آج سے فیصلہ کرلیں کہ آئندہ آپ ایک مبلغ کی طرح زندگی گزاریں گے۔ اگر آج آپ یہ فیصلہ کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر آپ اپنی توانائیاں اس ملک کو اسلام کی طرف لانے میں صرف کریں گے تو آپ واضح تبدیلیاں محسوس کریں گے۔ آپ کے اردگرد لوگ اسلام میں داخل ہونا شروع ہوجائیں گے۔

لیکن یہ تب ہی ہوسکتا ہے جب آپ عاجزی اختیار کریں۔ جب آپ مسلسل اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کریں۔ اسی سے مدد کی درخواست کریں۔ کیونکہ اس کے بغیر آپ کچھ بھی نہیں۔ اس بات کو سمجھ لیں کہ آپ کے پاس اس زمین پر کوئی طاقت نہیں اور پھر اپنے خدا کی طرف متوجہ ہوں، آنسوؤں اور درد بھرے دل کے ساتھ کہ اے خدا! میں نے ان لوگوں کو اسلام میں شامل کرنے کی ذمہ داری اٹھائی ہے۔ میں جو ایک ذرہ ہوں۔ کچھ بھی نہیں ہوں۔ جس کے پاس کوئی علم نہیں، دولت نہیں، کافی طاقت نہیں، میں اسے کس طرح کرسکتا ہوں؟ مگر خدایا میں اسے تیری خاطر کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے تیری رحمت سے امید ہے۔ میں تیری طاقت اور امداد پر یقین رکھتا ہوں۔ تو میری مدد فرما کیونکہ میں جیسا بھی ہوں بہت عاجز۔ تیری مدد کرنا چاہتا ہوں۔ پس تو اس عظیم الشان مقصد کے حصول میں جو میں تیری محبت میں حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پیار میں حاصل

کرنا چاہتا ہوں۔ میری مدد فرما۔ میں اپنا آپ تیرے سپرد کرتا ہوں تو تو میری مدد کیوں نہیں کرے گا؟

اگر آپ اللہ تعالیٰ کے حضور اس درد اور دکھ سے بھرا ہوا دل لئے فریاد کریں گے تو یہ ناممکن ہے کہ وہ اسے قبول نہ فرمائے۔ تب آپ اپنے گرد تبدیلیاں محسوس کریں گے۔ تب آپ دیکھیں گے کہ اس ملک کی قسمت بتدریج بدل رہی ہے، اور تاریکی سے روشنی پھوٹے گی اور تاریکی ختم ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔ پہلے اس پر عمل کرنے کا مخلصانہ ارادہ کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس عظیم الشان مقصد کے حصول میں آپ کی مدد فرمائے گا۔ استقلال کے ساتھ۔ کسی جذباتی ابال کے نتیجہ میں نہیں۔ یہ ایک ایسا کام ہے جس کے لئے غالباً ہمیں نسلاً بعد نسلٍ کام کرنا پڑے اور اس عظیم الشان مقصد کے حاصل کرنے میں توانائیاں صرف کرنی پڑیں۔ چنانچہ ہمیں تھکے ہوئے لوگ نہیں چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ اور قرآن کریم ہمیں بتاتے ہیں کہ ایسے فرشتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی تعریف کرتے ہوئے تھکتے نہیں۔ یہی حال حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے متبعین کا ہے جو اسلام کے مقدس بانی کی بیان فرمودہ عظیم الشان مقصد کو فتح و ظفر کے نعرے لگاتے ہوئے حاصل کرتے ہیں۔ زندگی میں یہ آپ کا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظروں میں آپ کا یہ مقام ہے۔ پس اٹھیں۔ آپ کیوں ان کم درجہ ایشیائیوں کی طرف دیکھتے ہیں جو یہاں آکر اپنی اقدار گم کر بیٹھے ہیں احساس کمتری کا شکار ہو کر گمراہ ہو بیٹھے ہیں۔

لیکن آپ ان سے مختلف ہیں۔ آپ یہ سمجھتے کیوں نہیں؟ مجھے اس بات سے سب سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ نہ صرف اردگرد کے لوگوں کی حالت دیکھ کر بلکہ احمدیوں کو عام آدمیوں جیسا دیکھ کر، جبکہ آپ معمولی آدمی نہیں، مجھے بہت دکھ پہنچتا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتا ہوں کہ اے خدا میرے یہاں آنے کا مقصد کیا ہے۔ اگر میں احمدیوں کو بھی تیرے پیغام پر قائم نہیں رکھ سکتا۔ اگر میں انہیں ان کا مقام ہی نہیں سمجھا سکتا پھر تو میرے لندن اور گلاسگو اور فرینکفرٹ اور ہمبرگ کی گلیوں میں گھومنے کا مقصد ہی کیا ہے۔ پھر تو میں ہزاروں، لاکھوں عام سیاحوں کی مانند ہی ہوں۔ میں تو یہاں اس مقصد سے نہیں آیا۔ اور مجھ میں احمدیوں کے دلوں کو گرفت میں لے لینے کی طاقت تو نہیں۔ میری مدد فرما۔ سو جیسا کہ میں منکسر المزاجی سے اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرتا ہوں آپ بھی اسی انکسار سے اپنی

خاطر اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کریں۔ اپنی آئندہ نسلوں کی خاطر، بنی نوع انسان کی خاطر جو مشکلات میں گھری ہوئی ہے۔ تب آپ عظیم نشانات اترتے دیکھیں گے۔ بڑی بڑی تبدیلیاں انشاء اللہ رونما ہوں گی۔ اور آپ کے ان مادی جسموں سے آپ کی روحیں بلند ہوں گی اور ان ممالک میں ایک نئی جماعت کا قیام ہوگا۔ اور یہ ہے احمدیت کا وہ پیغام جو میں آپ کو دینا چاہتا ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ انشاء اللہ ضرور اثر انداز ہوگا۔

خطبہ ثانیہ کے درمیان حضور نے فرمایا:

جمعہ کے بعد ہم نماز عصر جمع کریں گے۔ میں اور میرے ساتھی ہم سفر نماز عصر قصر کریں گے۔ یعنی دو رکعات ادا کریں گے۔ آپ میں سے جو یہیں رہتے ہیں وہ اپنی نماز سلام پھیرے بغیر مکمل کریں۔ مگر وہ اس وقت تک نہ کھڑے ہوں جب تک میں دونوں طرف سلام نہ پھیرلوں۔ میں نے بعض دوستوں کو جلدی کرتے دیکھا ہے۔ جبکہ انہیں امام کی حرکت سے قبل حرکت کرنے کی اجازت نہیں اس حال میں کہ امام ابھی نماز پڑھ رہا ہو۔ جبتک وہ دوسری طرف سلام نہ پھیر لے مقتدیوں کو کھڑے ہونے کا کوئی حق نہیں۔ جب امام نماز مکمل کرلے تب وہ آزاد ہیں۔ امام کی نماز دوسرے سلام کے بعد ختم ہوتی ہے پہلے کے بعد نہیں۔ چنانچہ آپ میرے دوسرے سلام پھیرنے تک انتظار کریں اور پھر کھڑے ہو کر بغیر سلام پھیرے دو رکعات ادا کر کے نماز مکمل کریں۔

اس کے بعد شیخ مبارک احمد صاحب نے مجھے بتایا ہے کہ جماعت تجدید بیعت کرنا چاہتی ہے۔ تو جماعت سکاٹ لینڈ کے لئے انشاء اللہ تقریب بیعت ہوگی۔ اور سکاٹ لینڈ کے امام مکرم بشیر آرچرڈ صاحب اور کچھ اور دوست میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھیں گے اور باقی اپنے سامنے بیٹھے ہوئے دوست پر ہاتھ رکھ لیں۔ اس طرح ایک جسمانی رابطہ بن جائے گا۔

دراصل جسمانی رابطہ بذات خود کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ روحانی رابطہ کی اصل حقیقت ہے۔ کیونکہ یہی وہ بیعت ہے جسکا ذکر قرآن کریم میں حَبۡلُ اللّٰہِ کے طور پر کیا گیا ہے۔ حَبۡلُ اللّٰہِ کو مضبوطی سے پکڑے رہیں۔ چنانچہ بیعت کے ذریعہ آپ حبل اللہ کو پکڑتے ہیں، اور یہ روحانی تعلق ہے۔ تو پھر جسمانی تعلق کا مطالبہ کیوں کیا جاتا ہے؟ کسی وہم کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہمیں یہ طریق سکھایا ہے ۔ یہ آپؐ کی عادت تھی ۔آپؐ اسی طرح کیا کرتے تھےاور ہم آپؐ کے پیروکار ہیں ۔ میرے خیال میں یہ ایک علامت ہے۔ میں آپ کے سامنےاسکی ضرورت بیان کرر ہاہوں ۔آنحضور ﷺ کی اس سے یہ مرادتھی کہ خلیفہ یا جس کی بھی تم بیعت کرر ہے ہواس کے نزدیک رہنے کی کوشش کرنا ۔ نہ صرف جسمانی طور پر بلکہ دراصل روحانی طور پر ۔شاید یہ علامت ہے مگر جو بھی یہ ہے ہم اسی طرح کریں گے جیسا کہ ہم نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اورآپؐ کے صحابہؓ سے پایا ہے۔تو یہ وہم نہیں۔چنانچہ نماز کے بعد ہم بیعت کریں گےاور پھر میں آپ سے اجازت چاہوں گا۔انشاءاللہ تعالیٰ۔